السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

عورتوں کو پردہ کہاں تک کرنا چاہیے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

عورتوں کو پردہ اتنا ہی کرنا چاہیے جتنا قرآن مجید میں حکم ہوا ہے۔ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۔) خمار سر کی اوڑھنی کو کہتے ہیں۔ اس کی بابت ارشاد ہے کہ 'عورتیں اپنی اوڑھنی غیر مردوں کے سامنے منہ پر ڈال کیا کریں۔ (اہلحدیث 23 جنوری 1921ء))

تشریح

(از حضرت العلام مولانا عبد السلام صاحب بستوی)

زینت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک فطری یعنی پیدائشی جیسے چہرہ وغیرہ۔ کیونکہ یہی اصل زینت ومجمع النور والحسن ہے۔ اس میں مقنا طیسی جاذ بیت مضمر ہے۔ دوسرے تصنعی یعنی بناوٹی زینت جیسے اچھے اچھے کپڑے پہننا سرمہ۔ مسی۔ مہندی۔ لگانا اور زلفوں کو سنوارنا ان دونوں میں سے اس جگہ پہلی زینت مراد ہے۔ تولایبدین زینتھن کے یہ معنی ہوں گے۔ وہ عورتیں اپنی زینتوں (چہروں) کو ظاہر نہ کریں۔ یعنی ان مخصوص لوگوں کے علاوہ جن کا استثناء اسی آیت میں بیان کردیا گیا ہے۔ دیگر اجنبی مردوں کے سامنے اپنے چہرے ظاہر نہ کریں۔ یعنی نہ کھولیں۔ یہی مطلب سورہ احزاب والی آیت سے سمجھا جاتا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔

(يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۔ (احزاب

''ترجمہ۔ اے ہمارے نبی ﷺ! آپ اپنی بیویوں اور صاحبزادیوں اور تمام مسلمانوں کی عورتوں سے یہ فرمادیجئے۔ کہ وہ اپنے چہروں پر اپنی چادروں کے گھونگھٹ کرلیا کریں۔ جس سے پہچان لی جایئں اور انہیں ستایا نہ جائے۔

یہ آیت کریمہ چہرہ چھپانے کو نہایت واضح طریق سے ثابت کر رہی ہے۔ جلا بیب چادروں اور ادفاء لٹکانے کو کہتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں اپنی چادروں کو اپنے اوپر لٹکا لیا کریں۔ جس سے چہرہ چھپ جائے گا کو اہ گھونگھٹ سے چھپے یا نقاب وبرقع سے ڈھکے یا کسی اور طریق سے چہرے کو چھپانا مقصود ہے۔ وہ اسی طرح سے حاصل ہوجائے گا۔ مشہور مفسر علامہ ابن جریر اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ

(تفسیر ابن جریر صفحہ 29۔ جلد 22)

ترجمہ۔ '' اے ہمارے نبی ﷺ۔ آپ اپنی بیویوں اور صاحبزادیوں اور تمام مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادیجئے۔ کہ جب وہ کسی ضرورت کے لئے اپنے گھروں سے باہر نکلیں۔ تو لونڈیوں کے لباس کی طرح لباس نہ پہنیں کہ جس سے سر اور چہرے کھلے ہوئے ہوں۔ بلکہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں۔ تاکہ کوئی اوباش ان کو چھیڑے نہیں۔ سب کو معلوم ہوجائے کہ یہ شریف خاتون ہیں۔'' امام رازی رحمة اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں یوں فرماتے ہیں۔

وما كان فی الجاہلیة تخرج الحرة والامة مكشوفات يتبعهن الزناه وتقع التهم فامر الله الحرائر بالتجلب وقوله ادنى ان يعرفن فلا يوذين قيل يعرفن انهن حرائر فلا يتبعن ويحمن ان يقال لامراد يعرفن انهن لايزنين لان من تستر وجهها مع انه ليس بعورة لايطمع فيها انها تكشفت عورتها فيعرفن انهن مستورات لايمكن طلب الرتاة منهن

ترجمہ۔ جاہلیت کے زمانے میں شریف عورتیں اور باندیاں سب منہ کھول کر پھرتی تھیں۔ بدکار لوگ ان کا تعاقب کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے شریف عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اوپر چادر ڈالیں۔ اور یہ جو فرمایا کہ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۔۔ اس کے دو مطلب ہوسکتے ہیں کہ ایک یہ کہ اس لباس سے پہچان لیا جائے گا۔ وہ شریف عورتیں ہیں۔ اس لئے ان کا پیچھا نہ کیا جائے گا۔ دوسرا یہ کہ اس سے معلوم ہوجائے گا کہ وہ بدکار نہیں ہیں۔ کیونکہ جو عورت اپنا چہرہ چھپا (ئے گی حالانکہ چہرہ ایسا عضو نہیں ہے۔ جس کا چھپانا (ہر وقت) فرض ہو تو کوئی اس سے یہ امید نہ رکھے گا۔ کہ وہ شرمگاہ کھولنے پر آمادہ ہوگی۔ (تفسیر کبیر جلد 6 ص 799

حضرت محمد بن سیرین وعبیدہ بن سفیان سے دریافت کیا گیا کہ اس حکم پر عمل کرنے کا کیا طریقہ ہے تو انہوں نے خود چادر اوڑھ کر بتایا۔ اور اپنی پیشانی اور ناک اور ایک آنکھ چھپالی۔ صرف ایک آنکھ کھلی رکھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

امر اللہ نساء المومنین اذا اخرجن من بیوتھن فی حاجتان تغلین وجوھہن من فوق روسھن با لجلا بیب ویبدین علینا واحدا

(تفسیر ابن جریر 22 ص 32)

اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے۔ کہ جب وہ کسی ضرورت سے باہر نکلیں تو سر کے اوپر سے اپنی چادروں کے دامن لٹکا کر اپنے چہروں کو ڈھانک لیا کریں۔ اور ایک آنکھ کھلی رکھیں۔''

ان تمام تفسیروں سے یہ بات بخوبی معلوم ہوگئی کہ عورتیں اپنے چہروں کو اجنبی لوگوں سے ضرور چھپایئں۔ جیسا کہ اس آیت سے سمجھا جاتا ہے۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے مبارک زمانہ سے اب تک اس آیت کا یہی مطلب سمجھا گیا جو ہم نے اوپر لکھا ہے۔ آپ اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو دیکھئے ان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آیت کے اُترنے کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی مستورات نقاب اوڑھ کر چہرہ (چھپایا کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے احرام کی حالت میں عورتوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنے چہروں کو کھلا رکھیں۔ المحرمة لا تنتقب ولا تلبس القفازين (ابو داؤد موطا

محرمہ عورت احرام کی حالت میں نہ چہرہ پر نقاب ڈالے۔ اور نہ ہاتھوں میں دستانے پہنے۔ دار قطنی میں ہے۔ کہ عورت کا احرام اس کے چہرہ میں ہے۔ اور مرد کا احرام اس کے سر میں ہے۔ یعنی احرام کی حالت میں عورت کا چہرہ کھلا رہنا چاہیے۔ اور مرد کو چہرہ کھلا رکھنا چاہیے۔ عورت کی بے نقابی مخصوص با احرام ہونے سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ غیر احرام کی حالت میں محل نقاب ضرور ہے۔ ورنہ تخصیص شرعی کا ابطال لازم آئے گا۔ جو کسی حالت میں درست نہیں ہے۔ چہرہ کا پردہ تمام امتوں میں تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جن دو عورتوں کی بکریوں کو پانی پلایا تھا۔ ان میں سے ایک نے واپس آکر آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ کہ میرے والد صاحب آپ کو بلاتے ہیں۔ ۔ اللہ تعالیٰ اس واقعے کو یوں بیان فرماتا ہے۔

فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ

''ترجمہ ''ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک شرماتی ہوئی آکر کہنے لگی۔ میرے والد صاحب آپ کو بلاتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی الستحیاء کی تفسیر فرماتے ہیں۔ کہ

وضعت ثوبها على وجهها قالت ان ابى يدعوك

ابن ابی شیبہ ابن کثیر وقال اسناد صحیح) وہ لڑکی اپنے چہرے پر کپڑا رکھ کر گھونگھٹ کی شکل میں چہرہ کو چھپا کر عرض کرنے لگی کہ میرے والد صاحب آپ کو بلاتے ہیں۔)

صاحب اکلیل اور کمالین اسی آیت کے تحت میں فرماتے ہیں۔ فیه مشروعية ستر الوجه للحرة۔ اس آیت کی رو سے شریف عورت چہرہ چھپانے کی شرعاً مامور ہے۔ اگر چہرہ کھلا رہے تو پردہ کس چیز کا علاوہ چہرہ کے پردہ دنیا کی ہر ایک قوم کرتی ہے۔ پھر اسلام نے پردہ میں کیا جدت کی۔ فلا یوذین سے وہی اعضا مراد ہے جو ایک غیرت مند انسان کی بیوی بہن ماں بیٹی کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھے جانے سے اس ایذا و تکلیف پہنچتی ہے۔ (ملخص از اسلامی پردہ ص 29 تا 34) مزید تفصیلات کے لئے جناب عزیز زبیدی صاحب کا مقالہ (چہرہ ہی تو سب کچھ ہے۔) الاعتصام گوجرانوالہ مجریہ 30 جولائی 1953ء ص 3 ملاحظہ فرمایئے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد 2 ص 118

محدث فتویٰ